روزنامہ
# الفضل
ربوہ
فون: ۴۴۹
(ایڈیٹر): نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۴/۳۹ | منگل ۸ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ ، ۱۰ اخاء ۱۳۶۸ ہش ، ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۳۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

" اصل میں اللہ تعالیٰ نے طبائع مختلف پیدا کی ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ انکی ایمانی قوّت ہی ایسی مضبوط ہوتی ہے کہ اسے کسی نشان کی ضرورت نہیں ہوتی اسکا ایمان کامل ہوتا ہے۔ دیکھو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کون سا نشان دیکھا تھا؟ یا کون سا خواب آیا؟ یا کوئی بشارت ہوئی تھی۔ جس سے انہوں نے آپ کو پہچان لیا تھا۔ اگر ان کا کوئی خواب یا بشارت وغیرہ ہوتی تو اس کا ذکر حدیث شریف میں ضرور ہوتا۔ وہ ایک سفر پر گئے ہوئے تھے۔ راستہ میں واپسی پر انہوں نے ایک شخص سے پوچھا۔ اپنے شہر کی کوئی نئی بات سناؤ۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوّت سے آپ کو آگاہ کیا۔ فوراً بے چون وچرا مان لیا۔ اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے حالات دیکھے ہوئے تھے۔ وہ بخوبی آگاہ تھے کہ یہ شخص کاذب یا مفتری نہیں۔ ان کو پہلی واقفیت اور عقلِ سلیم نے آپ کو فوراً قبول کر لینے پر مجبور کیا۔ زمانہ کی حالت کو انہوں نے دیکھ لیا تھا۔ وقت تھا ضرورت تھی۔ ایک صادق نے خدا کی طرف سے الہام پا کر دعویٰ کیا فوراً مان لیا۔

اصل میں نشانات کی ضرورت بھی کمزور ایمان کو ہوتی ہے۔ کامل ایمان کو نشان کی ضرورت ہی نہیں۔" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۵۶)

## سات سال سے کم عمر بچوں کی تربیت خالصۃً والدین کی ذمہ داری ہے

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

میں نے بھی جہاں تک مطالعہ کیا ہے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ بچے کی تربیت کا عمل اس کی پیدائش سے شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بعض ماہرین نفسیات کہتے ہیں کہ اگر بچے کو چھوٹی عمر میں ہی زبان سکھائی نہ جائے ایک لمبا خلاء مثلاً سات آٹھ سال تک مسلسل خلاء چلا جائے تو اس کے بعد بچہ کوئی زبان سیکھ ہی نہیں سکتا۔ پھر آپ جتنا چاہیں زور لگائیں جتنی چاہیں کوشش کر لیں مستقل خلاء جو پیدا ہو جائے گا اس کو پُر کرنا مشکل ہے۔ اسی طرح بعض علوم یا بعض ذوق ایسے ہیں جو بچپن میں پیدا نہ ہوں تو پھر بعد میں آگے چل کر پیدا نہیں ہوتے ......

امر واقعہ یہ ہے کہ اس عمر میں بچے ماں اور باپ کے سپرد ہوتے ہیں۔ قرآن کریم نے بھی اس پہلو سے روشنی ڈالی ہے اور احادیث میں بھی کثرت سے اس کا ذکر ملتا ہے۔ ہاں یہ بات صحیح ہے کہ والدین کو اس طرف متوجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ سات سال کی عمر تک پہنچتے پہنچتے بچے کو اپنے فیصلے کا کچھ نہ کچھ اختیار حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے اندر کچھ نہ کچھ شعور پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اسکو نصیحت کر کے نمازیں پڑھاؤ، عبادت کے مزے چکھانا شروع کر دو۔ معلوم ہوتا ہے اس میں یہ فیصلے کی قوت پیدا ہو چکی ہے کہ ہاں میں نے کچھ کرنا ہے اس لئے اس اختیار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو یہ بتانا شروع کر دو لیکن وہ ایسے رنگ میں قبول کرے جس میں ارادے کا نمایاں دخل نہ ہو۔ کیونکہ یہ عمر جتنی چھوٹی ہوتی ہے۔ اتنا ہی اس عمل میں زیادہ اثر پذیر ہوتا ہے، قوت فیصلہ کے طور پر نہیں بلکہ جبلّی طور پر۔

## پیر محل اور خوشاب کے تین احمدیوں کی گرفتاری اور قید

گذشتہ دنوں پیر محل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ اور خوشاب میں تین احمدیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان پر الزام ہے کہ انہوں نے احمدیہ مخالف آرڈی ننس نمبر ۲۰ کی خلاف ورزی کی ہے۔

تفاصیل کے مطابق پیر محل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ایک شخص محمد حمید الدین رضوی جنرل سیکرٹری منہاج القرآن نے ۲۹ اگست ۱۹۸۹ء کو پیر محل کے دو احمدیوں مکرم نعیم احمد وڑائچ صاحب مربی سلسلہ اور مکرم غلام مصطفیٰ صاحب کے خلاف درخواست دی جس میں الزام لگایا گیا کہ گذشتہ برس سے یہ دونوں احباب شہر میں بد امنی پھیلانے کی کوششوں میں مصروف ہیں اور انتظامیہ کے منع کرنے کے باوجود انہوں نے بیت الناصر واقع مدینہ بلاک کے دروازے پر جلی حروف میں کلمہ طیّبہ لکھا ہے۔ درخواست گزار نے یہ دعویٰ کیا کہ قادیانی کلمہ طیّبہ نہیں لکھ سکتے۔ لہٰذا ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اس پر پولیس نے متذکرہ بالا کارروائی کی۔

تاہم دونوں دوستوں کی عبوری ضمانت قبل از گرفتاری اسی روز کروالی گئی۔ ۹ ستمبر ۱۹۸۹ء کو سیشن جج ٹوبہ ٹیک سنگھ نے ضمانت کی توثیق کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا پولیس نے انہیں گرفتار کر لیا اور جوڈیشل جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ بھجوا دیا۔ ۱۰ ستمبر کو ضمانت کے لئے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ پیر محل کے سامنے درخواست دی گئی۔ جنہوں نے ۱۳ ستمبر کو بحث سنی اور ۱۴ ستمبر کو درخواست ضمانت نامنظور کر دی۔ اس کے بعد سیشن کورٹ میں ضمانت کی درخواست دائر کی گئی۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۸۹ء کو سیشن کورٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ نے ضمانت منظور کر لی اس طرح یہ دونوں

باقی صد ۸ پر

## مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب کیلئے خصوصی دعاؤں کی درخواست

مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب کا اسلام آباد میں زخم کا آپریشن ۸ اکتوبر کو ہو چکا ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ مولا کریم اپنے فضل سے موصوف کو صحت یابی عطا کرے اور عمر دراز سے نوازے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی ربوہ، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۰ اخاء ۱۳۶۸ ہش ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۹ء

# وطن سے محبّت

اپنے وطن سے محبّت اس لئے نہیں کی جاتی کہ اس نے ہمیں سب کچھ دیا ہے۔ اگر کچھ لینے دینے ہی کا سوال ہو تو ہماری نظر ان لوگوں کی طرف اُٹھ جائے گی جن کے پاس ہم سے زیادہ کچھ ہے۔ یا ایسے ممالک کی طرف نظر اُٹھے گی جو زیادہ خوشحال ہیں اور اپنے باسیوں کے لئے زیادہ سہولتیں فراہم کرتے ہیں، اگر اس بات کو محبت کا باعث بنایا جائے تو یقیناً یہ محبت ذاتی نہ ہوگی۔ اور گھٹتی بڑھتی رہے گی۔ کچھ ہمیں مل گیا تو وطن پیارا لگنے لگا، اور کچھ چھن گیا تو بیزاری کی کیفیت طاری ہوگئی۔ یہ بات تو کچھ نہ ہوئی۔

وطن سے محبّت تو اس لئے ہونی چاہیئے کہ یہ ہمارا وطن ہے۔ اور ہم اس کے باسی ہیں۔ یہ ہمارے لئے ہے اور ہم اس کیلئے ہیں۔ ہم اس کی مٹی سے بنے ہیں اور اس کی مٹی میں واپس چلے جانا ہمارا مقدّر ہے۔ یہ محبت ایسی ہی محبت ہے کہ جیسی ماں باپ سے محبت ہوتی ہے۔ ماں باپ سے اس لئے محبت نہیں ہوتی کہ وہ امیر ہیں اور ہمارے لئے تعیش کا سامان مہیّا کرتے ہیں۔ یا اور باتوں میں دوسروں سے ممتاز ہیں۔ ماں باپ سے محبت تو محض اس لئے ہوتی ہے کہ وہ ہمارے ماں باپ ہیں۔ غریب ماں باپ کی اولاد بھی والدین سے محبت کرتی ہے اور وہ اگر بظاہر خوش شکل نہ بھی ہوں تو ہمیں ان سے محبت ہوتی ہے۔ پاکستان ہمارا وطن ہے۔ ہمیں اپنے وطن سے محبت ہے۔ اور ہم اس سے محبت کرتے رہیں گے۔ یہ غریب ملک ہے یا امیر ملک ہے۔ یہ ثانوی بات ہے۔ محبت کسی صورت کم نہ ہوگی۔ اور اس محبت کا یہ تقاضہ ہے کہ ہم اپنی ہر صلاحیت اس کے لئے وقف کر دیں۔ اس کی خدمت کریں۔ اس کا نام بلند سے بلند تر کرتے رہیں۔ یہ سب کچھ وطن کیلئے کرتے ہوئے ہم درحقیقت اپنے لئے بھی کر رہے ہوں گے۔

یہاں ہم بانئ پاکستان قائداعظمؒ کی ایک بات پیش کرنا چاہیں گے۔ آپ نے فرمایا:

"مَیں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ تُو نے ہی یہ آزاد، خود مختار سلطنت ہمیں بخشی ہے۔ تُو ہی یہاں کے باشندوں کو مصائب و آلام برداشت کرنے کی ہمّت دے اور صبر و استقلال عطا فرما اور انہیں یہ صلاحیت بھی دے کہ ہر قسم کے اشتعال کے باوجود وہ پاکستان کی خاطر اس کے امن و امان کو برقرار رکھنے میں کامیاب رہیں"۔

خدا تعالیٰ قائداعظم کی یہ دعا قبول فرمائے۔

تم مری بات نہ سُن کر بھی ہو ناراض مگر
مَیں یہ کہتا ہوں کہ جو چاہو کہو کھُل کے کہو
مجھ پہ پابندئ اظہار مناسب تو نہیں
خیر جو کچھ بھی ہے، تم آؤ مرے پاس رہو

ابوالاقبال ــــــــ

---

قربتِ شوق سے دِل سونے لگا
منظرِ ہوش پہ کچھ ہونے لگا

جن کناروں پہ ہوئیں خشک آنکھیں
دل وہیں دامنِ تر دھونے لگا

گونجتی پھرتی ہے آواز وہی!
دل دھڑکتا ہے کہ کچھ ہونے لگا!

پھر اُٹھا درد کی دیواروں کو!
دِل کا یہ سنگِ سیاہ، کونے لگا!

کاٹ دی فصل پرانی کس نے!
کون پھر بیج نئے بونے لگا!

غالب احمد

---

## عہدہ داران تحریک جدید

" خدا تعالیٰ کے کام پریذیڈنٹوں اور سیکرٹریوں سے وابستہ نہیں ہوتے اور نہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کسی جماعت سے یہ پوچھے گا کہ تمہارا پریذیڈنٹ یا سیکرٹری کیسا تھا بلکہ وہ افراد سے پوچھے گا کہ تم کیسے تھے۔ اگر کسی جگہ کا پریذیڈنٹ یا سیکرٹری سُست ہوگا۔ اور اُن کی سُستی کی وجہ سے جماعت کے لوگ تحریک میں حِصّہ لینے سے محرُوم رہیں گے تو اللہ تعالیٰ اُنہیں معاف نہیں کرے گا بلکہ وہ کہے گا کہ تم میں سے ہر شخص سیکرٹری اور پریذیڈنٹ تھا اور تمہارا فرض تھا کہ جب کوئی پریذیڈنٹ یا سیکرٹری سُستی میں مبتلا تھا تو تم خود اس کی جگہ کام کرتے ــــــــــ کسی جماعت کو اس بات پر مطمئن نہیں ہوجانا چاہیئے کہ اس تحریک جدید میں حِصّہ لیا ہے بلکہ اُسے اُس وقت تک اطمینان کا سانس نہیں لینا چاہیئے جب تک کہ اس میں ساری جماعتیں حِصّہ نہ لیں"۔

(خطبہ جمعہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت میر محمد اسحاق

# ہر احمدی کا موٹو کیا ہے؟

درج ذیل مضمون حضرت میر محمد اسحٰق صاحب (اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کے درجات بلند فرماتا رہے۔) کا ہے جو پہلی بار الفضل ۱۸ اگست ۱۹۳۶ء میں شائع ہؤا تھا۔

"الفضل" مورخہ ۱۶ اگست میں ایک نہایت لطیف نوٹ دیا گیا ہے۔ کہ ایک احمدی کا کیا موٹو ہونا چاہیئے؟ اس نوٹ میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ ایک احمدی کا موٹو قرآن مجید کے یہ الفاظ ہیں۔ یعنی" ہر نیک کام میں دوسروں سے سبقت لے جاؤ" واقعہ میں یہ ایک ایسا موٹو ہے جو ہر احمدی کو مدنظر ہونا چاہیئے۔ اور ہمارے نوجوانوں کو اسے خوشخط لکھا کر اپنے کمرہ میں نمایاں جگہ نصب کرنا چاہیئے تاکہ ہر وقت انہیں خیال رہے کہ ہمارا نصب العین کیا ہے؟ اور دوسروں کو بھی معلوم ہو۔ کہ ایک احمدی کا منتہائے نظر کیا ہے؟ لیکن ضروری نہیں۔ کہ ہم کسی مفہوم کو ہمیشہ خاص الفاظ میں ہی منحصر قرار دیں۔ بلکہ ہو سکتا ہے۔ ایک مفہوم دو یا دو سے زیادہ عبارتوں کے ذریعہ ادا کیا جا سکے۔ پس مجھے اس موٹو پر اعتراض نہیں۔ بلکہ میں اس کی پوری طرح تائید کرتا ہوا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ کہ ایک دفعہ حضرت امام جماعت احمدیہ (اوّل) نے مجھے جبکہ میں ان سے قرآن مجید پڑھ رہا تھا۔ فرمایا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اس دجالی زمانہ کے مناسب حال ایک فقرہ میں اپنی جماعت کے سامنے تمام دین کا نچوڑ اور خلاصہ پیش کرکے ہر احمدی سے اقرار لیا ہے۔ اور واقعہ میں دجالی زمانہ میں یہی فقرہ ہر احمدی کو مدنظر رہنا چاہیئے اور وہ یہ ہے۔ کہ

"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا"

پھر آپ نے فرمایا۔ دیکھو پہلے زمانوں میں لوگ دنیا کے کام دنیا کے لئے اور دین کے کام دین کی خاطر کرتے تھے۔ مگر دجال وہ قوم ہے۔ کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یعنی ان کی تمام کوششیں اور کارروائیاں محض دنیا کے لئے ہیں۔ ان کی نماز۔ ان کی عبادت ان کا گرجوں میں جانا۔ ان کا مشن کھولنا ان کی تبلیغ ان کا اخلاق حسنہ دکھانا۔ ان کا شفاخانے اور مدرسے جاری کرنا سب در پردہ دنیا کے لئے اور اپنی حکومت اور غلبہ کے استحکام کے لئے ہیں۔ اور دجال کے اثر کے ماتحت اب یہ وبا ساری دنیا میں پھیل گئی ہے۔ اور دنیا کی تمام قوموں میں یہ مرض سرایت کر گیا ہے۔ کہ لوگ ہر کام میں دنیا کا آرام اس کی منفعت اور اس کی آسائش ڈھونڈھتے ہیں۔ کوئی کام بھی آخرت کی درستی اور عاقبت کو سنوارنے کے لئے نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر تحصیل علم کو لے لو۔ پہلے زمانہ میں علم سے غرض اخلاق کی تہذیب اپنے فرائض کو پہچاننا اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس تھا۔ لیکن اس زمانہ میں سکولوں کی تعلیم کالجوں کی پڑھائی اور یونیورسٹیوں کی ڈگریاں لینا محض ملازمت کے حصول کے لئے ہے۔ اس لئے حضرت بانی سلسلہ نے بیعت میں اپنی جماعت کے ہر فرد سے یہ اقرار لیا۔ کہ

"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا"

یعنی میرے ہر کام میری ہر حرکت اور ہر سکون میں دین مقدم ہوگا۔ اور دنیا مؤخر۔ اخروی زندگی اصل ہوگی اور ورلی زندگی فرع۔ اب اس جامع فقرہ میں سب کچھ آگیا۔ مثلاً جو احمدی علم پڑھتا ہے۔ بلکہ علم پڑھنے کے لئے ہزاروں روپیہ خرچ کرکے کیمبرج یا آکسفورڈ میں داخل ہوتا ہے۔ گو وہ بھی تعلیم کے خاتمہ پر ملازمت میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ مگر اصل مقصد اس کا اس علم کے حصول سے دنیا نہیں بلکہ وہ بھی اقرار کرتا ہے۔ کہ علم پڑھنے میں بھی۔

"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا"

پھر تعلیم سے فارغ ہو کر جب وہ شخص ملازمت میں داخل ہوتا ہے۔ تو اسی فقرہ کے ذریعہ وہ دوبارہ اقرار کرتا ہے۔ کہ گو ملازمت ذریعہ معاش ہے۔ اور اپنے اور اپنے بال بچوں کے پیٹ بھرنے کے لئے میں نے ملازمت اختیار کی ہے۔ مگر اس ملازمت میں بھی

"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا"

یعنی افسروں کو خوش کرنے کے لئے خدا کو ناراض نہ کرونگا۔ رشوت نہ لوں گا ماتحتوں پر بے جا سختی نہ کروں گا اسی طرح ایک تاجر اپنی تجارت میں ایک زمیندار اپنی زراعت میں۔ پیشہ ور اپنے پیشہ میں ایک شادی کا خواہشمند اپنی شادی میں اولاد کا متمنی اولاد کے معاملہ میں اقرار کرتا ہے۔ کہ

"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا"

پس جس طرح محولہ بالا مضمون میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ ہر احمدی اپنے کمرہ میں یہ لکھ کر نصب کرے۔ کہ "ہر نیک کام میں دوسروں سے سبقت لے جاؤ" میں یہ تجویز کرتا ہوں۔ کہ اس عربی فقرہ کے علاوہ کہ جسے ممکن ہے۔ بہت سے غیر از جماعت نہ سمجھ سکیں۔ احمدیوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنا یہ موٹو بھی خوش خط لکھ کر اپنے کمروں میں لٹکائیں کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"

(روزنامہ الفضل ۱۸ اگست ۱۹۳۶ء صفحہ ۴)

---

امۃ الباری ناصر

# شرح صدر ہوگیا
# شرح صدر نہیں ہوا

کسی دفتر میں ایک خاتون سے ملاقات ہوئی۔ لباس اور مناسب زیورات کے ساتھ اُن کی شخصیت متاثر کرنے والی تھی۔ اُن کا تعارف کروایا گیا۔ یہ بیگم انصار ہیں۔

آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی ---- میں نے گرمجوشی سے ہاتھ ملایا میرا بھی تعارف کروایا۔

ذرا سے تعارف کے بعد فوراً باتوں کا سلسلہ شروع کر دینا خواتین کے لئے کچھ مشکل نہیں ہوتا بلکہ تعارف بھی خود ہی کروا لیا جاتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اُن کا بہت بڑا بنگلہ ہے دو کاریں ہیں۔ شوہر کا بزنس بہت پھیلا ہوا ہے۔ تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ بڑے بیٹے کی شادی رشتہ داروں میں کی تھی خاص لطف نہیں آیا۔ اب دوسرے بیٹے کی کرنا چاہتی ہوں۔ آپ کو تو علم ہے باپ کا بزنس ہو تو بیٹے ہاتھ بٹانے لگتے ہیں پھر وہ پڑھ لکھ کر کیا کریں گے اور آج کل پڑھائی میں رکھا کیا ہے نوکری تو ملتی نہیں میں یہاں آئی تھی کہ کوئی مجھے مناسب رشتہ بتا دے۔ مگر کوئی بتاتا ہی نہیں۔ بیگم انصار کی باتوں سے اندازہ ہوا کہ وہ پہلے بھی آئی تھیں۔

میں اپنے کام میں مصروف ہوگئی مگر یہ بھی دیکھا کہ واقعی بیگم انصار کو کسی نے رشتہ نہیں بتایا مجھے اُن دنوں کچھ بیٹیوں کی ماؤں نے خیال رکھنے کو کہہ رکھا تھا۔ پھر نیا نیا تعارف... لاج رکھنے کو اُن سے کہا۔

اس وقت تو کچھ کام ہے۔ آپ کبھی ہمارے گھر آئیے میں آپ کو کچھ بتاؤں گی۔ پھر ایک دن فون پر وقت لے کر وہ آگئیں۔ کچھ تکلف کے ساتھ چائے کا انتظام کیا۔ میرا دائرۂ احباب میرے جیسے بے تکلف مزاج والوں کے ساتھ ہے جہاں ذرا بناوٹ آجائے بوجھ محسوس کرتی ہوں۔ اس لئے اس بزنس مین کی بیگم سے کچھ تکلف برتنا محال ہو رہا تھا۔

سلسلۂ کلام شروع ہوا بیگم انصار بتا رہی تھیں...... اچھے رشتے ملتے ہی نہیں۔ ہم ایک گھر گئے بیچاروں نے بڑا سامان منگوایا ہوا تھا چائے کے ساتھ مگر برتن تو ان کے گھر کے تھے۔ پرانا سیٹ شوگر پاٹ کا ڈھکنا غائب بیچھے کسی قسم کے۔ ہم تو پھر ان کے گھر نہیں گئے۔

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر میاں محمد افضل

# تعلیمی دور کے دو اہم مراحل

عشق کی منزلیں طے کرتے ہوئے
"دو چار بڑے سخت مقام آتے ہیں"۔

اسی طرح تعلیم کے حصول کی تگ و دو میں بھی کچھ ایسے مراحل آتے ہیں کہ اگر سوجھ بوجھ سے کام نہ لیا جائے تو ٹھوکر لگنے بلکہ ناکامی سے دوچار ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ ان مراحل میں اوّل و آخر خصوصی اہمیت کے حامل ہیں اور اسی موضوع پر چند باتیں ہوں گی۔

اول مرحلہ تو اس وقت درپیش ہوتا ہے جب ایک نوجوان اعلیٰ تعلیم کا خواہاں آزاد فضا کا متمنی۔ بڑی امیدیں لئے۔ ایک تابناک مستقبل کا تصور لئے ہوئے کالج کی دہلیز پہ قدم رکھتا ہے۔ سب سے پہلے فیصلہ جو اسے کرنا ہے وہ ہے مضامین کے انتخاب کا۔ یہ فیصلہ نہایت اہم ہے کیونکہ آئندہ زندگی پر اس کے گہرے اثرات مترتب ہونگے۔ اکثر ہوتا یہ ہے کہ پہلا اور اہم فیصلہ نوجوانوں کا اپنا نہیں ہوتا بلکہ یا تو والدین کا ہوتا ہے یا ان کی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ اگر والدین کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کا بیٹا ڈاکٹر بنے۔ پیسہ بھی کمائے اور نام بھی پیدا کرے۔ گو بعض اوقات اس کو دکھی انسانیت کی خدمت کے جذبہ کا نام دے دیا جاتا ہے۔ دوسرا پیشہ جو والدین کو نمایاں نظر آتا ہے وہ انجینئرز کا ہے۔ اور ان دونوں میں سے ایک سے متعلقہ مضامین بچے پہ ٹھونس دیئے جاتے ہیں۔ بغیر یہ دیکھے ہوئے کہ بچہ کا طبعی رجحان کیا ہے۔ کیا اسے ان منتخب کردہ مضامین میں دلچسپی بھی ہے یا نہیں۔ اور یہی غلطی ناکامی کا پیش خیمہ بن جاتی ہے۔ کیونکہ اگر بنیاد ہی غلط ہو گئی تو بھلا اس پہ عمارت کس طرح ایستادہ کی جا سکتی ہے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ مضامین کے غلط انتخاب کی وجہ سے بعض لائق لڑکے نہ صرف ناکامی کا منہ دیکھتے ہیں بلکہ اس کے نتیجہ میں ایسے عدم اعتماد کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کہ وہ بالکل ڈگمگا کے رہ جاتے ہیں۔ ایسا بھی ہوا کہ جب ایسے فیل ہونے والے طلباء نے اپنی پسند کے مضامین لئے تو اعلیٰ کامیابی حاصل کی۔ اسی لئے انتخاب مضامین کا مرحلہ ایک نہایت اہم مرحلہ ہے۔ اس میں احتیاط لازم ہے۔ اولیت طالب علم کے طبعی رجحان کو دینی چاہیئے۔ اس کی پسند، ناپسند معلوم کرنا ضروری ہے۔ اگر اسے کسی مضمون سے الرجی ہے تو باقی میں ڈھیروں نمبر لینے کے باوجود شاید اس میں کامیاب بھی نہ ہو سکے۔

شائد ذہنوں میں یہ سوال ابھرے کہ بھلا ایک ۱۵ سالہ میٹرک پاس طالبعلم کو کیا معلوم کہ کون سے مضامین لینے چاہئیں۔ یہ اعتراض اپنی جگہ بالکل درست ہے۔ اس لئے یہ بھی ضروری ہے کہ مکمل آگاہی ہو کہ کون کون سے پیشے کن کن مضامین کے نتیجہ میں اپنائے جا سکتے ہیں۔ اس کے لئے انٹرمیڈیٹ میں کون سے مضامین لینے ہوں گے۔ اور اس کے بعد کا لائحہ عمل کیا ہوگا۔ اس سلسلہ میں چند باتیں والدین اور طلباء کی آگاہی کے لئے لکھی جاتی ہیں۔

پری میڈیکل مضامین سے تو بہرحال ڈاکٹری پیشہ کی تیاری مقصود ہوگی۔ مگر وٹرنری سائنس اور ڈینٹسٹری (دانتوں کا شعبہ) کی طرف بھی توجہ کی جا سکتی ہے۔ میڈیکل میں ناکامی کی صورت میں بی۔ایس سی اور ایم ایس سی ممکن ہوگا۔ اگر ایم۔ایس سی کیمسٹری یا کیمیکل ٹیکنالوجی میں کیا جائے تو انڈسٹری میں مواقع مل سکتے ہیں۔ جیالوجی کی طرف جائیں تو سروے آف پاکستان۔ منرالوجی سے مائننگ میں ملازمت مل سکتی ہے۔ بی۔ایس سی اور ایم۔ایس سی (زراعت) بھی ممکن ہے۔ اس کی ایک اور شاخ ہارٹیکلچر بھی ہے۔ انجینئرنگ یونیورسٹی میں ناکامی کی صورت میں کمپیوٹر کی لائن کو اپنایا جا سکتا ہے۔ اسلام آباد یونیورسٹی سے ایم۔ایس سی (کمپیوٹر سائنس) ممکن ہوگا۔

آرٹس کے مضامین کو بڑا گھٹیا تصور کیا جاتا ہے۔ مگر ان کے ذریعہ سے بے شمار شعبوں میں جانا ممکن ہے۔ معاشیات اور شماریات اچھے مضامین ہیں۔ آپ بنک میں جا سکتے ہیں۔ کمپیوٹر کی لائن اپنا سکتے ہیں۔ محکمہ شماریات کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کی انگریزی اچھی ہے تاریخ، سیاسیات یا اردو ادب آپ کے پسندیدہ مضامین ہیں تو مقابلہ کے امتحان کی تیاری کیجیئے۔ پاکستان کی سب سے اعلیٰ (ابھی تک) سروس میں لئے جانے کے امکانات روشن ہیں۔ ایک قابل رشک لائن معلمی کی ہے بکول میں جانا چاہیں تو بی۔ اے کے بعد بی۔ ایڈ کیجیئے۔ اور اگر کالج میں پڑھانے کا ارادہ ہو تو کسی مضمون میں (انگریزی بہتر ہے اگر آپ کو پسند ہو) میں ایم۔ اے سیکنڈ ڈویژن میں کیجئے اور ساری عمر درس و تدریس میں مشغول رہیئے۔ وکالت کا پیشہ بھی معقول ہے۔ اگر آپ محنت اور دیانتداری سے کام لیں تو لوگ آپ کو ڈھونڈ کے اتنی فیس دیں گے جس کا ابھی آپ تصور بھی نہیں کرتے۔ اکونٹس بڑی اچھی لائن ہے۔ لیکن اس کے لئے بہتر ہوگا کہ بی۔کام کی طرف جائیں۔ صحافت یا فائن آرٹس میں اگر دلچسپی ہے تو اس کی تیاری بھی شروع سے ہی کریں۔ بچیوں کے لئے ہوم اکنامکس کے مضامین نہ صرف دلچسپ ہیں بلکہ مفید بھی۔ آج کل لڑکیاں جج۔ وکیل آرکیٹیکٹ بن رہی ہیں۔ انٹیریر ڈیکوریشن (تزئین و آرائش خانہ) آج کل مقبول پیشہ بن رہا ہے۔ الغرض آرٹس کے مضامین آپ کے لئے بے شمار دروازے کھول سکتے ہیں۔ اس کا انحصار آپ کی دلچسپی اور محنت پہ ہے۔ کسی بھی لائن کو اپنایئے اگر آپ "عزیز جہاں" بننا چاہتے ہیں تو "کسب کمال" کیجئے۔

اس مختصر سے تعارف کا مطلب ووکیشنل گائیڈنس نہیں۔ بلکہ صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ میڈیکل یا انجینئرنگ کے دروازوں کے سامنے کی لمبی قطاروں میں بے کار انتظار کرنے کی بجائے نگاہ دائیں بائیں بھی دوڑائیں۔ شائد بہتر مستقبل آپ کا منتظر ہو۔ کیفیت یہ ہے کہ جب ان دروازوں میں داخلہ کا اجازت نامہ نہیں ملتا حالانکہ بارہ سال تک ان نوجوانوں نے سر توڑ کوشش کی ہوتی ہے تو وہ ازحد مایوسی کا شکار ہو کر ایسی ٹھوکر کھاتے ہیں کہ وہ ڈانواں ڈول ہو جاتے ہیں۔ احساس مایوسی ان کے محنت کے جذبہ کو کچل کے رکھ دیتا ہے اور وہ اپنے آپ کو کٹی ہوئی پتنگ کی طرح محسوس کرتے ہیں۔ اپنے بچوں کو اس کیفیت سے بچایئے۔ ان کی بروقت صحیح رہنمائی کیجیئے۔ مضامین کے صحیح انتخاب میں ان کی مدد کیجیئے۔ مگر ان کی اپنی رائے کو بھی اہمیت دیں۔

اگر مضامین ان کے پسندیدہ ہوں گے تو وہ بخوشی پڑھیں گے اور بہتر طور پر سمجھ پائیں گے۔ اور جب ایک طالب علم ایک مضمون پر حاوی ہو جاتا ہے (بجائے اس کے کہ مضمون اس پہ حاوی ہو) تو یہ یقینی بات ہے کہ وہ امتحان میں اعلیٰ نمبر حاصل کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس لئے تعلیمی عمارت کی بنیاد کچی نہ رکھیں تا اچھی عمارت استوار ہو سکے۔

دوسرا اہم تعلیمی مرحلہ امتحان کا ہوتا ہے۔ اس موضوع پہ لمبی بات ہو سکتی ہے۔ مگر اسے مختصر کرتے ہوئے اسے مزید دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یعنی امتحان کی تیاری اور پھر کمرہ امتحان میں پرچہ حل کرنے کا طریق۔ امتحانی تیاری کے متعلق یہ جان لینا چاہیئے کہ اس کا دور امتحان سے ایک۔ دو ماہ قبل شروع نہیں ہوتا بلکہ کالج میں داخلہ کے فوراً بعد شروع ہو جاتا ہے۔ اس دو سالہ دور میں تین باتوں کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ پہلی بات Concept clarification ہے یعنی مسئلہ یا تھیوری۔ (خواہ انگریزی گرائمر کا کوئی قاعدہ ہی ہو) کا پورے طور پر واضح ہونا۔ جب تک ایسا نہیں ہوگا نہ اگلی بات (جو اس سے متعلق ہو) سمجھ آئے گی نہ امتحان میں متعلقہ سوال بہتر طور پر حل کرنا ممکن ہوگا۔ اس لئے ضروری ہے کہ روز کے سبق کو اسی روز گھر پہ دیکھا جائے جہاں بھی ابہام نظر آئے یا بات واضح معلوم نہ دے اس کی وضاحت طلب کی جائے۔ اس امر کو امتحان کے قریب تک اٹھا رکھنا مزید الجھن پیدا کرتا چلا جائے گا۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ یہ خیال کر لینا کہ بات سمجھ میں آگئی اور اسے احاطہ تحریر میں لانا ممکن ہوگا۔ غلط ہے جب تک کہ خود لکھ نہ لیا جائے۔ کیونکہ کہنے اور کرنے میں فرق ہوتا ہے۔ سو ہر روز یا دوسرے روز (جب ایک موضوع مکمل ہو جائے) اسے خود اپنے الفاظ میں لکھیئے۔ اس سے ایک تو مزید وضاحت ہو گی (اور آپ وضاحت اسی امر کی کر سکتے ہیں جو آپ کے ذہن پہ واضح ہو) دوسرے اظہار خیال کی پریکٹس ہو گی۔ اور تحریر میں جو خامیاں ہیں وہ آہستہ آہستہ دور ہو جائیں گی۔ آپ پر اعتماد ہو جائیں گے اور بہتر طور پر مافی الضمیر ادا کر سکیں گے۔ اسی ضمن میں تیسری بات (جو دراصل دوسری کا ہی حصہ ہے) وہ ہے خوشخطی

باقی صہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ـــ رفیق الرحمٰن انور ـــــ

# اُبھرتے سورج کی سرزمین
# جاپان

جاپان کے متعلق دیگر کوائف پیش کرنے سے قبل خاکسار حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ جولائی ۱۹۸۹ء جو حضور نے جاپان کے شہر ناگویا میں ارشاد فرمایا، سے اقتباس پیش کرتا ہے۔ جس سے یقیناً جاپان کے لئے حضور انور کے تاثرات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضور کی نظر میں جاپان اور اس کے عوام جماعت احمدیہ کے لئے کتنی اہمیت رکھتے ہیں۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے ارشاد فرمایا کہ "یہاں دین حق کی تصویر اتنی بھیانک بن چکی ہے کہ سمجھ نہیں آتی کہ کس طرح ان کے دل صاف کئے جائیں۔ پس میرے نزدیک سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ احمدی اُن اخلاق میں ان سے آگے بڑھیں جن میں دنیا کے لئے یہ ایک نمونہ بن چکے ہیں۔ حسن سلوک اور محبت سے انہیں سمجھائیں کہ اصل دین حق یہ ہے۔ جو ہم آپ کے سامنے اپنے نمونہ سے پیش کر رہے ہیں۔ یہ (جاپانی) قوم بڑی ذہین ہے اور جب ذہانت اور خلق اکٹھے مل جائیں تو قوموں کو بہت بڑی عظمت حاصل ہو جاتی ہے اور یہی دو چیزیں ان کی انڈسٹری کی کامیابی کی بڑی وجہ ہے۔ اور انہی کی وجہ سے دنیا کی کوئی قوم ان کو شکست نہیں دے سکتی۔

اس لئے اب اگلا قدم یہ ہے کہ اگر مذہب کا ایسا تصور پیش کیا جائے جو عقلوں کو مطمئن کرتا ہو تو یہ قومیں اس کو قبول کرنے کے لئے پہلے سے تیار بیٹھی ہیں۔ یہ قومیں اپنے عملی نمونہ سے دین حق میں داخل ہو چکی ہیں۔ اب خدا سے تعلق کا قیام باقی رہتا ہے جو کہ آپ کا کام ہے۔ آپ یہ تعلق قائم کروائیں۔ اگر آپ دین حق کو عقلی اور منطقی طور پر پیش کریں تو (INTELLIGENT) ذہین ہونے کی وجہ سے یہ دین حق کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوں گی"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ جولائی ۱۹۸۹ء ناگویا جاپان)

## چڑھتے سورج کی زمین

جاپان جس کو جاپانی لوگ نپیان (NIPPON) بھی کہتے ہیں۔ ایشیا کے انتہائی مشرق میں واقع ہے۔ لفظ NIPPON کے معنی سورج کا منبع ہے۔ کیونکہ انتہائی مشرق میں ہونے کی وجہ سے اسے چڑھتے سورج کی زمین بھی کہا جاتا ہے۔ جس کی عکاسی جاپان کے قومی پرچم میں بھی ہوتی ہے۔ پرچم میں سفید زمین پر سُرخ سورج ظاہر کیا گیا ہے۔

## بادشاہت اور طرز حکومت

جاپان کے موجودہ شہنشاہ اکی ہیتو شاہی خاندان کے ۱۲۵ ویں حکمران ہیں دستور کے مطابق جاپانی شہنشاہ مملکت اور عوام کے درمیان اتحاد کی علامت ہے۔ شہنشاہ کے فرائض میں قوانین اور معاہدوں کا باقاعدہ اعلان، سرکاری تقریبات کا افتتاح۔ وزراء کی تصدیق اور تقسیم اعزازات جیسے کام شامل ہیں اور یہ کام جاپان کی وفاقی حکومت کی کابینہ کی منظوری کے بعد سرانجام دئے جاتے ہیں۔ اس اعتبار سے موجودہ شہنشاہیت صرف روایت کو برقرار رکھنے کے مترادف ہے

جاپان میں پارلیمانی طرز حکومت ہے۔ پارلیمنٹ کے ارکان کی تعداد ۲۵۲ ہے جو کہ عوام کے ووٹوں سے چار سالوں کے لئے منتخب کی جاتی ہے۔ ووٹر کی عمر کم از کم بیس سال مقرر ہے۔ انتخابات جماعتی بنیادوں پر کئے جاتے ہیں۔ جاپان میں دو بڑی جماعتیں لبرل ڈیموکریٹک پارٹی اور سوشلسٹ پارٹی ہے۔ وزیر اعظم اکثریتی پارٹی سے ارکان اسمبلی کے ذریعہ منتخب ہوتا ہے۔ کابینہ عموماً ۲۱ ارکان پر مشتمل ہوتی ہے اور وزراء غیر فوجی بنائے جاتے ہیں۔ ملک کو ۴۷ انتظامی حلقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

## جاپان کا جغرافیہ

جاپان ایشیاء کے انتہائی مشرق میں کوریا اور چین کے قریب چار بڑے جزیروں ہوکائیڈو۔ ہونشو۔ شکوکو اور کیوشو پر مشتمل ہے کل رقبہ ۳۷۷۴۳۵ مربع کلومیٹر ہے اور جس کا تقریباً ۸۰ فیصد رقبہ پہاڑی علاقوں پر مشتمل ہے۔ سب سے بلند پہاڑ فوجی ہے جس کی بلندی ۱۲۳۸۹ فٹ ہے جو اگرچہ زیادہ بلند تو نہیں مگر یہ پہاڑ اپنے اندر بڑا حسن رکھنے کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہے موسم کے اعتبار سے جاپان مختلف علاقوں میں مختلف خصوصیات رکھتا ہے۔

## جاپان اور اس کے لوگ

یہ ملک مختلف جزائر پر مشتمل ہے جس کی وجہ سے خیال کیا جاتا ہے کہ یہاں کے باشندے دیگر ایشیائی علاقوں سے آکر آباد ہوئے ہیں۔ جاپان کی کل آبادی تقریباً ۱۳۰ ملین ہے۔ ٹوکیو جاپان کا دارالحکومت ہے۔ یہ شہر اپنی وسعت کی وجہ سے نہ صرف جاپان بلکہ دنیا بھر میں سب سے بڑا شہر تصور کیا جاتا ہے۔ ٹوکیو کی آبادی تقریباً ۱۲ ملین تصور کی جاتی ہے۔ ٹوکیو کو دنیا کا صاف اور مہنگا ترین شہر بھی کہا جاتا ہے۔

جاپان کے عوام دنیا کے صحت مند ترین لوگ تصور کئے جاتے ہیں کیونکہ دنیا بھر میں اوسط عمر کے اعتبار سے جاپان سر فرست ہے۔ یہاں کے لوگ صاف ستھرے۔ با اخلاق اور منکسر المزاج ہیں۔ ان خصوصیات کا ذکر حضور انور نے اپنے خطبہ میں بھی فرمایا ہے۔ مگر اب جاپان کے بزرگ نوجوانوں میں مغرب پرستی کا رجحان سے کافی نالاں ہیں۔

جاپان میں ۹۵ فیصد گھروں میں ٹیلیویژن۔ ۹۸ فیصد گھروں میں کپڑے دھونے کی مشین، ۹۲ فیصد گھروں میں صفائی کی مشین اور ۷۹ فیصد گھروں میں ریفریجریٹر موجود ہیں جاپان کی کل آبادی کے ۱۰ فیصد لوگوں کے پاس ذاتی استعمال کی کار ہے۔ اس سے آپ جاپانیوں کے بلند معیار زندگی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

## معیشت و صنعت

پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے صرف ۱۶ فیصد رقبہ یعنی پندرہ لاکھ ایکٹر رقبہ زیر کاشت ہے جو کہ پہاڑوں کے ساتھ ڈھلوانوں پر ترچھے کھیتوں کی شکل میں ہوتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود جدید مشینری۔ کھاد اور ادویات کے استعمال کی وجہ سے اپنی ضروریات کی بیشتر اشیاء ملک خود ہی پیدا کرتا ہے۔

ماہی گیری کو جاپانی معیشت میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ جاپانی لوگوں کا مچھلی کھانے کے شوق کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہر جاپانی سال میں اوسطاً ۳۵ کلو مچھلی کھاتا ہے جو کہ دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ جاپان میں دنیا بھر میں سب سے زیادہ مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں۔ ملک کے چاروں طرف سمندر میں ہر وقت تقریباً چار لاکھ کشتیاں مچھلیاں پکڑنے میں مصروف رہتی ہیں۔ مچھلیوں کی ایک بڑی مقدار ڈبوں میں بند کرکے برآمد کی جاتی ہے۔

صنعتی میدان میں جاپان دنیا بھر میں امریکہ اور روس کے بعد تیسرا بڑا ملک بن چکا ہے۔ ملک میں ہر وقت کاریں موٹر سائیکل۔ ٹیلیویژن۔ ریڈیو۔ ٹیپ ریکارڈرز۔ گھڑیاں۔ کیمرے اور دیگر عام استعمال کی اشیاء تیار ہوتی ہیں۔ جاپان ان اشیاء سے نہ صرف ملک کی اندرونی ضروریات کو پورا کرتا ہے بلکہ بڑی مقدار میں برآمد کرکے کثیر زر مبادلہ کماتا ہے خصوصاً کاریں۔ موٹر سائیکل۔ کیمرے گھڑیاں اور دیگر الیکٹرانک کا سامان دنیا بھر میں سب سے زیادہ جاپان ہی بناتا ہے۔ اب جاپان نے بھاری مشینری کی طرف بھی توجہ دینا شروع کیا ہے۔ بڑی بڑی کرینوں۔ بلڈوزروں کی تیاری کے علاوہ طیارہ سازی بھی شروع کردی ہے۔

جاپان اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ بحری جہاز بنانے والا ملک بن چکا ہے۔ جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہاں دنیا کی کل پیداوار کا نصف حصہ تیار کیا جاتا ہے۔ معدنی وسائل کے میدان میں جاپان بہت غریب ملک ہے ضروریات کا ۹۹ فیصد تیل اور ۷۹ فیصد لوہا دوسرے ممالک سے درآمد کیا جاتا ہے۔ بہت سا لوہا تو پرانے لوہے کی صورت میں ہوتا ہے جس کو نئے سرے سے صاف کرکے استعمال میں لایا جاتا ہے۔

ملک کاریں کا نظام مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ ہے اور یہ دنیا کا جدید اور بہترین نظام تصور کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جاتا ہے۔ سب سے تیز رفتار ٹرین ٹوکیو اور فوکواوکا کے درمیان چلتی ہے جس کی رفتار ۲۷۵ کلو میٹر فی گھنٹہ ہے۔ اسی طرح ٹوکیو شہر میں ایک پہیہ پر چلنے والی مونوریل بھی دنیا بھر میں مشہور ہے۔

## نظام تعلیم

جاپان میں ابتدائی ۹ سالہ لازمی تعلیم مفت دی جاتی ہے۔ اسکول جانے والے بچوں کی تعداد ۹۹.۹ فیصد ہے۔ اس کے بعد تین سالہ ہائی سکول کی تعلیم اور اس کے بعد چار سالہ یونیورسٹی کی تعلیم ہوتی ہے۔ ملک میں کالجوں اور یونیورسٹیوں کی تعداد ۵۰۰ ہے۔ ملک میں سال بھر کے دوران اڑہائی ارب کی تعداد میں مختلف رسائل و کتب شائع ہوتی ہیں جو آبادی کے اعتبار سے دنیا بھر میں سب سے زیادہ شرح ہے۔

## مذاہب

جاپانی لوگ دیگر ترقی یافتہ ممالک کے برعکس ابھی تک مذہب سے مضبوط ناطہ قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ملک میں ہر مکتبہ فکر کو مذہبی آزادی حاصل ہے ملک میں تین بڑے مذاہب یعنی بدھ مت، شنٹو مت اور عیسائیت ہے۔ بدھ ازم چھٹی صدی عیسوی میں کوریا اور ہندوستان وغیرہ سے یہاں آیا۔ اس مذہب نے جاپانی ثقافت اور فنون لطیفہ میں بہت تبدیلیاں پیدا کر کے اپنی اہمیت منوائی ہے

جب کہ شنٹو ازم قدیم دور سے چلا آرہا ہے۔ یہ کوئی باقاعدہ مذہب نہیں اور نہ ہی کوئی اپنے اندر معین تعلیمات رکھتا ہے۔ اس کے ماننے والوں کا عقیدہ ہے کہ ہر قدرتی چیز اپنے اندر خدا رکھتی ہے۔ اب اس مذہب کو دن بدن اہمیت حاصل ہوتی جا رہی ہے بلکہ دیگر مذاہب کے لوگ بھی اس کو اپناتے جا رہے ہیں، خصوصاً بدھ لوگ۔ عیسائیت سولہویں صدی عیسوی میں ایک عیسائی مبلغ سینٹ فرانسس جاپان میں آیا تھا جس کے ذریعہ عیسائیت کا بیج جاپان میں بویا گیا۔ عیسائیت پر اڑھائی سو سال تک سختیاں اور پابندیاں لگی رہیں مگر عیسائیوں نے تبلیغ جاری رکھی۔ آج کل کیتھولک فرقے کی نسبت پروٹسٹنٹ فرقے کے عیسائی تعداد کے لحاظ سے زیادہ ہیں۔

جماعت احمدیہ کا پیغام جاپان میں پہنچ چکا ہے اور اب ہمارا کام ہے کہ ہم اپنے اخلاق اور عمل سے اس قوم کے دل خدا اور اس کے رسول کی محبت کے لئے جیت کر جاپانی قوم کو بھی ان قوموں کی صف میں لا کھڑا کریں۔ جن پر خدا تعالیٰ کے پیار کی نظر پڑتی ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

---

بقیہ: تعلیمی دور کے دو اہم مراحل

کی پریکٹس۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض طلباء اس طرح قلم گھسیٹتے ہیں کہ ممتحن تو وہ کسے یا اندازے سے بات سمجھ پاتا ہے۔ صحیح طور پر نہ پڑھ سکنے کے باعث اور اُس جھنجلاہٹ کی وجہ سے جو ایسی بھونڈی اور بھدی تحریر پیدا کرتی ہے وہ نمبر دینے میں سخت ہو جاتا ہے۔ اس لئے امتحان میں اچھے نمبر لینے کا ایک چھوٹا سا گُر یہ بھی ہے کہ آپ کی تحریر میں جاذبیت اور دلکشی ہو۔ پھر نمبر خود بخود ہی کھنچے چلے آئیں گے۔

اب امتحان سر پہ آگیا۔ فکر بھی دامن گیر ہے اور تیاری زور پکڑ رہی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ بعض طلباء کتاب کے چند ابواب خود ہی یا کسی کی مدد سے منتخب کر کے اپنی تیاری ان ہی تک محدود رکھتے ہیں۔ یہ مناسب نہیں کیونکہ ایک تو مضمون کا تسلسل ٹوٹ جانے سے سارے مضمون پر عبور حاصل نہیں ہوتا۔ پھر یہ قرعہ اندازی کا طریق اس لئے بھی مناسب نہیں کہ باوجود سارے اندازوں کے اور سارے گیس پیپروں کی راہنمائی کے سوال تو ان ابواب میں سے بھی آ سکتا ہے جو چھوڑے گئے ہیں اور اس صورت میں کامیابی کے مخدوش ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے سب ابواب کا اعادہ ضروری ہے۔ اور صرف زبانی نہیں بلکہ یا تو اہم سوالات کے جوابات خود لکھیں یا کم از کم ان کے اہم نکات ضرور لکھ لیں۔ تبھی بات آپ کے ذہن پہ بہتر طور پر نقش ہوگی۔

بات لمبی ہو گئی۔ اس لئے کمرۂ امتحان سے متعلق چند معروضات ہی پیش کی جا سکیں گی۔

(۱) پرچہ کو بڑے اطمینان اور تسلی سے پڑھیں خواہ اس پہ پانچ سات منٹ ہی کیوں نہ لگ جائیں۔

(۲) جوابات لکھنے سے قبل تین گھنٹے کی تقسیم اس طرح سے کریں کہ ہر سوال کو مثلاً ۲۵ منٹ ملیں۔ ایسا نہ ہو کہ شروع کے جوابات تو طویل بھی ہوں اور خوشخط بھی اور آخر کے (قلت وقت کی وجہ سے) مختصر ترین ہو جائیں اور اسی طرح جھریٹ دیئے جائیں کہ ان کو پڑھنے میں بھی دقت ہو۔ اس ضمن میں اہم بات یہ ہے کہ نظر ثانی کے لئے آپ کے پاس کم از کم ۲۰/۲۵ منٹ ہونے چاہئیں۔ اگر آپ پرچہ دوبارہ پڑھیں گے تو اصلاح اور اضافہ ممکن ہو گا۔ شاید کسی اہم نکتہ کا تذکرہ آپ جلدی میں نہ کر سکے ہوں یا بات واضح نہ ہوئی ہو یا املاء کی غلطی رہ گئی ہو جس کی تصحیح ممکن ہو۔ اس لئے جوابات کی نظر ثانی از حد ضروری ہے۔

(۳) دیکھیں کون سا سوال سب سے آسان ہے اس سے شروع کریں۔ اگر آپ پہلے تین چار سوال بہت اچھی طرح سے حل کر لیں گے تو ممتحن یہ تاثر ضرور لے گا کہ وہ ایک اچھے طالب علم کا پرچہ دیکھ رہا ہے۔ اس لئے پانچویں یا چھٹے سوال کو (جو نسبتاً کمزور ہیں) اتنی کڑی تنقیدی نگاہ سے نہیں دیکھے گا اور کسی حد تک اس کا موڈ فیاضی کی طرف مائل ہو چکا ہو گا۔

(۴) کسی سوال کا جواب لکھنا شروع نہ کریں جب تک آپ اس سوال کو پورے طور پر سمجھ نہ لیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اس پر عمل نہ کرنے سے سوال گندم جواب چنا کی سی کیفیت ہو جاتی ہے۔ طالب علم روانی میں چار صفحے لکھ ڈالتا ہے اور پھر حیران ہوتا ہے کہ اسے ۳۳ فی صد بھی نمبر نہیں ملے۔

(۵) پرچہ خوشخط لکھئے مگر ایسا نہیں کہ آپ کی رفتار سست پڑ جائے پہلے سے پریکٹس کریں کہ آپ خوشخط بھی لکھیں اور تیز رفتاری سے بھی۔

(۶) اگر ایک سوال کا پورا جواب اس وقت آپ کو معلوم نہیں مگر وہ ان چھ سوالوں میں سے ہے جو آپ کو کرنے ہیں تو فقط اس بنا پر اسے چھوڑ نہ دیں آدھا جواب ہی لکھ دیں۔ کچھ تو نمبر مل جائیں گے۔

(۷) ممتحن کو دھوکا دینے کی کوشش نہ کریں۔ طویل مگر غیر متعلق جواب لکھ کے یا زائد صفحات سے بوجھ میں اضافہ کر کے آپ زیادہ نمبروں کی توقع نہیں کر سکتے۔ جواب کی لمبائی مناسب (وقت اور سوال کے مطابق) ہونی چاہیئے۔ اور اسے غیر متعلق نہیں ہونا چاہیئے۔ بہتر ہو گا کہ جواب کا کچھ حصہ لکھنے کے بعد ایک بار پھر سوال پڑھا جائے۔ یہ تسلی کرنے کے لئے کہ کہیں گاڑی پٹڑی سے اتر تو نہیں گئی اور یہ بہت اہم ہے۔

الغرض مضامین کا صحیح انتخاب۔ امتحان کی تیاری اور جوابات لکھنے کا صحیح طریق اعلیٰ کامیابی کے ضامن ہیں اور ان تینوں کی طرف توجہ دیں ☆

---

## ضروری اعلان
### برائے
## سکرٹریان ناصرات

تمام سیکرٹریان ناصرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی مجالس میں "بہترین بچی" کا انتخاب کرنے کے بعد اور اس کے فارم کی تمام شقیں پُر کرنے کے بعد تین عہدیداروں کے دستخط کروا کے سالانہ رپورٹ کے ساتھ دفتر لجنہ مرکزیہ شعبہ ناصرات کو ارسال کر دیں عین وقت پر کسی کا نام نہیں لیا جائے گا۔ تینوں معیاروں کے فارم پُر کرنے ضروری ہیں۔

(سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ)

---

## اعلان برائے لجنات

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا متوقع سالانہ اجتماع (اگر خدا نے چاہا) تو ۲۰-۲۱-۲۲ اکتوبر ۱۹۸۹ء بروز جمعہ، ہفتہ اتوار منعقد ہو گا۔ جس میں علمی مقابلہ جات بھی منعقد ہونگے۔ پروگرام سب کو بھجوائے گئے ہیں۔ شامل ہونے والیوں کے نام کم از کم سولہ اکتوبر تک موصول ہو جانے چاہئیں۔

آنے والیوں کے پاس صدر مقامی کی تصدیق ہونی چاہیئے۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ)

---

"دنیوی شغلوں کو اس حد تک اختیار کرو کہ وہ دین کی راہ میں تمہارے لئے مدد کا سامان پیدا کر سکیں۔"

(ارشاد حضرت بانی سلسلہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

**بقیہ: شرح صدر ہو گیا**

....صاحب کے گھر گئے گیٹ سے اندر جاتے ہی طبیعت پر بُرا اثر ہوا پودوں پر مٹی، پانی نہیں دیا ہوا، لان کی کرسیاں ٹوٹی ہوئی بھلا وہاں کیسے رشتہ کرتے۔

....صاحب کی پانچ بیٹیاں ہیں۔ بڑی کی کرنا چاہتے ہیں۔ مگر چھوٹی زیادہ خوبصورت ہے۔ بڑی جب مسکراتی ہے تو اسکی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں چھوٹی اچھی ہے مگر اتنی بیٹیاں ہیں شادیاں تو ہوں گی کتنے تحفے دیتا رہے گا میرا بیٹا۔

....صاحب کی بیگم فوت ہو گئی ہیں بچی جوان ہے جلدی شادی کرنا چاہتے ہیں ادھر بیٹی کی شادی ہوئی اُدھر وہ صاحب اپنی شادی کر لیں گے۔ ایسے گھروں میں بہت پرابلم ہوتے ہیں۔

....صاحب کی بیٹی کی سب بہت تعریف کرتے ہیں دیکھنے میں بھی اچھی ہے۔ سنا ہے جہیز بھی بہت دیں گے مگر پڑھنے کے بعد دو سال سے سروس کر رہی ہے۔ پڑھائی کیا چھوڑتی ہے جسم میں، جو سروس بھی کی تو عینک لگ گئی۔ عینک والی بہو پر دل نہیں مانتا۔

....وہ لڑکی ٹھگنی ہے۔ اُس کی ناک چپٹی ہے۔ اُس کی چال اچھی نہیں۔ فلاں کا گھر چھوٹا ہے وہ جہیز کیا دیں گے۔

ماں بیوہ ہے لڑکی الٹا گھر بھرے گی.... اس لڑکی کے بھائی کی صحت اچھی نہیں۔ نعلوم کیا خاندانی بیماری ہو۔ اُن کے گھر میں سلیقہ نہیں....۔ ان کا کارپٹ بہت پرانا تھا۔ سٹور میں بہت گند تھا۔ چائے کے ساتھ کچھ نہیں تھا.....

میں نے گھر بیٹھے اتنے گھروں کے اندر ان خاتون کی نظر سے جھانکا تو کیڑے ہی کیڑے نظر آئے۔ حالانکہ ان میں سے اکثر کو میں جانتی تھی۔ بہت نیک سلیقہ شعار اور سعادت مند بچیاں ہیں۔ ہر اعتراض پر میں اندر سے کانپ کانپ گئی۔ بیگم انصار نے پوچھا

آپ نے کہا تھا کہ آپ کے علم میں بھی کچھ رشتے ہیں۔

میں ڈوب سی گئی "ہاں مگر وہ آپ کے معیار کے نہیں"۔

اب میں سمجھ گئی تھی کہ.... دفتر میں کوئی ان کو رشتہ کیوں نہیں بتا رہا تھا۔

میں نے چشم تصور سے اُن تمام گھروں کا جائزہ لیا جہاں یہ جاتی ہوں گی۔ اطلاع دے کر وقت لے کر.... خاتون خانہ کس طرح بھاگ دوڑ کر صفائی کرواتی ہوں گی۔ بچی کو معنےمطلب سے اچھا لباس پہننے کو کہتی ہوں گی کئی ضروریات روک کر یا قرض لے کر اچھے پُرتکلف کھانے بناتی ہوں گی۔ پھر ایک آس سے ساری کاروائی ہوتی ہو گی۔ بعد میں مایوسی، پہلے سے زیادہ اندھیرا.....

ہمارے معاشرے میں ایک بیگم انصار نہیں ہیں۔ ہر طرف ہیں۔ بہت ہیں.... ایک خوشگوار فریضے کو احسن طور پر ادا کرنے کی بجائے جگہ جگہ مکروہ مناظر شامل کر لینا ہمیں زیب نہیں دیتا۔ رشتہ دیکھنا ہر ایک کا حق ہے مگر بجائے اس کے کہ ایک جگہ رشتہ دیکھیں۔ پسند آجائے تو کہہ دیں شرح صدر ہو گیا.... اگر ناپسند ہو کہہ دیں شرح صدر نہیں ہوا.... ایک لمبی فہرست بنا لینا اور موقع ملنے پر سب کو تھوڑا تھوڑا بے لباس کر دینا کوئی دانشمندی نہیں۔ ہو سکتا ہے ایک جگہ رشتہ آپکو پسند نہیں آیا کسی دوسرے کو وہ دل سے پسند آجائے مگر اس طرح کی باتوں سے کسی ضرورت مند کے راستے میں کانٹے بچھانا نازیبا حرکت ہے۔

ڈھکے چھپے لفظوں میں جہیز کا مطالبہ کرنا کڑوی گولی پر شکر چڑھانے کے مترادف ہے۔ مگر لڑکی والی کے لئے ملمع سازی بڑی تلخ ثابت ہوتی ہے۔ مانگنے والے اگر مانگنے پر ہی آگئے تو ایک لڑکی والوں کے گھر سے کیا مانگنا کسی مزار یا خانقاہ کے باہر کھڑے ہو جانے میں کیا مضائقہ ہے ـــ

شادی بیاہ کے معاملات میں بھی اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی لینی ضروری ہے۔ ایک حدیث ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت ابو ھریرہ رضی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کسی عورت سے نکاح کرنے کی چار ہی بنیادیں ہو سکتی ہیں یا تو اس کے مال کی وجہ سے یا اس کے خاندان کی وجہ سے یا اس کے حسن وجمال کی وجہ سے یا اس کی دینداری کی وجہ سے لیکن تو دیندار عورت کو ترجیح دے اللہ تیرا بھلا کرے اور تجھے دیندار عورت حاصل ہو۔

# اطلاعات و اعلانات

## سانحۂ ارتحال

• محترمہ منور ناصرہ صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الخالق صاحب کارکن صد سالہ جوبلی فنڈ ۲۸، ستمبر ۱۹۸۹ء بروز جمعرات ۴۵ سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ نماز جنازہ اسی روز نماز مغرب کے بعد مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دُعا بھی کروائی۔

احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ موصوفہ کی بلندی درجات کے لئے دُعا کریں۔

• مکرم مقصود مبارک صاحب انسپکٹر وقفِ جدید کی والدہ محترمہ کریم بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم محمد حیات صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ مانگٹ اونچہ حال فیکٹری ایریا ربوہ یکم ستمبر ۱۹۸۹ء کو وفات پا گئیں۔ فی الحال امانتاً قبرستان نمبرا میں تدفین ہوئی۔ احباب انکی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

## توسیع اشاعت الفضل

• محترمہ حمیدہ صابرہ صاحبہ نے اپنے والد حضرت ڈاکٹر فیض علی صاحب اور والدہ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ کی طرف سے الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے پانچ سو روپے بھجوائے ہیں (اور) قارئین سے درخواست کی ہے کہ انکے والدین کی بلندی درجات کے لئے دُعا کریں۔

• محترمہ جمیلہ فردوس صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر منور اقبال صاحب ربوہ نے ایک سو روپے بھجوائے ہیں اور اپنے خاندان کے لئے دعا کی درخواست کی ہے۔

• محترمہ بشریٰ صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر منور احمد صاحب امریکہ نے توسیع اشاعت کے لئے ایک سو روپیہ بھجواتے ہوئے اپنے نئے مکان کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کی درخواست کی ہے۔

## آل ربوہ ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ

ایوان محمود سپورٹس کلب ربوہ کے زیر اہتمام آل ربوہ ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ ۱۳-۱۴-۱۵، ستمبر ۱۹۸۹ء کو منعقد ہوا۔ اس کا افتتاح سیّد مبشر محمود صاحب سابق سیکرٹری کلب نے کیا۔ انہوں نے کھلاڑیوں کو پیار اور محبت سے رہنے کی تلقین کی۔ اس ٹورنامنٹ میں سینئرز اور جونیئر (پندرہ سال سے کم) سیکشن رکھے گئے تھے۔ ٹورنامنٹ میں کل ۵۴ کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ سنگلز میں ۳۸، اور ڈبلز میں ۲۴ کھلاڑیوں نے مقابلوں میں حصہ لیا۔ سنگلز کے ۱۱۷ میچ اور ڈبلز کے ۲۳، میچ ہوئے۔

افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کے بعد سیکرٹری ٹورنامنٹ عمران احمد نے رپورٹ پڑھی بعد ازاں سیّد خالد احمد شاہ صاحب مہتمم مقامی نے انعامات تقسیم کئے۔ اس موقع پر فائینل سنگلز کا مقابلہ بھی ہوا۔

سلطان احمد مبشر
صدر ایوان محمود سپورٹس کلب

## مرکزی امتحان ـــ انصار متوجہ ہوں

مرکزی امتحان سوم ۸۹ء کے پرچے زعماء اعلیٰ کو براہ راست اور زعماء کو ناظم ضلع کے ذریعہ ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ اگر کسی ناصر کو ابھی تک پرچہ امتحان موصول نہ ہوا ہو تو وہ براہِ راست مرکز سے منگوا کر علم وفضل میں ترقی کے اس پروگرام میں شرکت کریں۔

اس امتحان کا نصاب ترجمہ قرآن کریم آخری پارہ، کتاب "تحفہ غزنویہ" اور 'بنیادی نصاب' پر مشتمل ہے۔

(قیادت تعلیم۔ مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

حبوب مفیدِ اٹھراء
۲۰ گرام۔ پندرہ روپے ۱۵
۶۰ گرام پینتالیس روپے ۴۵
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ
گولبازار۔ ربوہ فون ۶۳۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

### بقیہ ! گرفتاری

اصحاب ۲۲ ایام تک اسیرِ راہ مولا رہے۔ ایک اور کیس خوشاب میں ہوا - مربی سلسلہ مکرم جاوید احمد صاحب جاوید ۱۱ ستمبر ۱۹۸۹ء کو صبح نو بجے کے قریب لاری اڈہ کی طرف جا رہے تھے ۔ راستے میں جب وہ سبزی منڈی کے قریب سے گزر رہے تھے تو سائیکل پر سوار ایک رضا کار ختم نبوت نے پیچھے سے آکر انہیں سائیکل ماری اور کہا" او مرزائی ! ٹھہر جا تو لٹریچر تقسیم کر رہا ہے "، مربی صاحب خاموشی سے چلتے رہے - تھانہ کے بالمقابل پہنچے تو شخص مذکور نے انہیں دوبارہ سائیکل سے ٹکر ماری - مربی صاحب موصوف پھر بھی چلتے رہے اور حملہ آور سے کوئی تعرض نہ کیا- جب وہ ڈسٹرکٹ کونسل کے دفتر کے سامنے سے گزر رہے تھے - تو چار سائیکل سواروں نے انہیں گھیرے میں لے لیا اور الزام لگایا کہ تم لٹریچر تقسیم کرتے ہو- ان لوگوں نے مربی صاحب کے ہاتھ سے بیگ چھین لیا اور انہیں مارا - مکرم مربی صاحب اس امید میں کہ پولیس ان کو تحفظ دے گی قریبی تھانہ میں چلے گئے اور سارے واقعہ کی شکایت کی - دوسرا فریق بھی پہنچ گیا - اس پر تھانیدار نے

ان کے خلاف امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت مقدمہ درج کر لیا- ایف آئی آر کا متن درج ذیل ہے - مدعی محمد طاہر ولد عبدالرشید نے جس کی عمر ۱۸ سال ہے اور جو قصاب کا کام کرتا ہے - یہ الزام لگایا کہ میں اپنی گوشت کی دکان پر بیٹھا کام کر رہا تھا کہ قادیانی جماعت کا مربی اور مبلغ جاوید احمد- بیت الحمد سے لٹریچر کتابیں اور کیسٹس لے کر میری دوکان پر آیا اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہوئے مجھے اور محمود الحسن کو ایک ایک کتابچہ اور دیگر لٹریچر دیا- اور کہا کہ اسے پڑھ کر اس پر عمل کرو- جب ہم نے پڑھا تو وہ کتابچے قادیانی فرقہ کے چھپے ہوئے تھے- اس پر ہم نے اسے کہا کہ آپ قادیانی ہیں تو اس نے جواب دیا کہ میں مسلمان ہوں - مربی جاوید احمد یہ کہہ کر ضلع کونسل کی طرف دوڑ پڑا میں نے محمود الحسن اور محمد ضیاء الدین کے ہمراہ اس کا تعاقب کر کے اسے پکڑ لیا- اور اس سے کتابیں لٹریچر اور کیسٹس برامد کر لیں - جاوید مذکور اپنے فرقہ کی تبلیغ کر رہا تھا- اس لئے اس کے خلاف کارروائی کی جائے-

مکرم جاوید صاحب کو مقدمہ درج ہونے کے فوری بعد پولیس نے موقع پر ہی گرفتار کر لیا- اور تھانہ کی حوالات میں بند کر دیا- ۱۲- ستمبر کو انہیں شاہ پور جیل میں منتقل کر دیا گیا- ۲۴ ستمبر کو ضمانت پر رہا ہوئے- اس طرح ۱۱- ستمبر سے ۲۴ ستمبر تک ۱۴- ایام اسیر راہ مولیٰ رہے-

### ایوانِ محمود سپورٹس کلب ربوہ کا انٹر کلب ٹورنامنٹ

ایوان محمود سپورٹس کلب ربوہ کا انٹر کلب ٹورنامنٹ ۱۵، اگست سے ۱۷، اگست ۸۹ء تک جاری رہا- بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس اور کیرم کی کھیلیں سنگلز اور ڈبلز میں کھیلی گئیں-

کھلاڑیوں اور میچوں کی تفصیل اس طرح ہے

| | | | |
|---|---|---|---|
| بیڈمنٹن | ۴۴ کھلاڑی | کل میچ | ۶۳ |
| ٹیبل ٹینس | ۳۱ " | " | ۴۵ |
| کیرم | ۳۳ " | " | ۳۷ |

ٹورنامنٹ کا افتتاح کلب کے سابق سیکرٹری اور ایک ممتاز کھلاڑی ظہیر احمد صاحب انور نے کیا - تقسیم انعامات ۲۰، اگست کو سید قاسم احمد شاہ صاحب کے ہاتھوں انجام پائی-

جب دل ڈرتا رہتا ہے تو خدا تعالیٰ کو اپنے بندے پر خود رحم آجاتا ہے۔

ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔

شریف احمد بھٹی

پراپرٹی سنٹر

رحمت بازار ریلوے روڈ ربوہ

فون گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

# خبریں

## غیر ملکی خبریں

• وفاقی جرمنی نے مشرقی برلن میں سیاسی اصلاحات کے حق میں ہونے والے مظاہرے کو کچلنے پر شدید نکتہ چینی کی ہے - مشرقی جرمنی کی پولیس نے سات ہزار سے زیادہ مظاہرین کو گرفتار کر لیا ہے-

• جنوبی افریقہ میں دس ہزار افریقی باشندوں نے احتجاجی مظاہرہ کیا- مظاہرین نے قصبے کی گلیوں میں احتجاجی مارچ کیا اور ایک پولیس سٹیشن تک گئے - ان کی قیادت افریقی رہنما ایلن بوسوف کر رہے تھے - انہوں نے کہا کہ وہ اس مہینے کوالالمپور میں ہونے والی دولت مشترکہ کی سربراہ کانفرنس میں بھی اپنے مطالبات پیش کریں گے-

• اٹلی کے جزیرے سسلی میں آتش فشاں پہاڑ، فرنٹ ریٹنا نے دوبارہ لاوا اگلنا شروع کر دیا ہے اور یہ لاوا آتش فشاں دہانے سے ایک کلومیٹر نیچے کے پہاڑی علاقے میں پھیل گیا ہے اس کے ساتھ ساتھ گرم راکھ بھی گر رہی ہے - پہاڑ پچھلے تین ہفتے سے وقفے وقفے سے لاوا اگل رہا ہے- جزیرے میں زلزلے کے جھٹکے بھی محسوس کئے جا رہے ہیں - حکومت نے نئے بنائے مکانوں کے یونٹ متاثرہ علاقے میں بھیج دیئے ہیں- تاکہ ضرورت پڑنے پر لوگوں کو زلزلہ زدہ علاقے سے نکال کر ان مکانوں میں منتقل کیا جا سکے-

• چین کے وزیر اعظم مسٹر لی پھانگ اگلے ماہ پاکستان کا سرکاری دورہ کریں گے -

• آج پاکستان سمیت ساری دنیا میں ڈاک کا دن منایا جا رہا ہے-

• مقبوضہ مغربی علاقے میں عام ہڑتال اور سول نافرمانی کا سلسلہ جاری ہے

• سوویت جمہوریہ لٹویا کی پاپولر فرنٹ موومنٹ نے جمہوریہ کی آزادی کے لئے سیاسی پروگرام کی منظوری دے دی ہے-

## ملکی خبریں

•۔ معلوم ہوا ہے کہ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ اکبر بگتی نے ہفتہ کے روز مستعفی ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا- اور وہ گورنر بلوچستان سے اسمبلی توڑنے کی درخواست کرنے والے تھے- لیکن گورنر بلوچستان جنرل موسیٰ خان نے انہیں اس سے باز رکھا- وزیر اعلیٰ بلوچستان کی ناراضگی کا سبب یہ تھا کہ سمگلروں اور ڈاکوؤں کا تعاقب کرتے ہوئے فرنٹیئر کور کے جوانوں کا بگتی قبائل سے تصادم ہو گیا تھا-

•۔ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ میں جونیجو کی طرح ربڑ سٹمپ نہیں بننا چاہتی - انہوں نے کہا کہ جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی کے چیئرمین ایڈمرل سروہی کی ریٹائرمنٹ کا نوٹیفکیشن کسی بھی وقت جاری کر سکتی ہوں - انہوں نے کہا کہ رولز آف بزنس کے تحت یہ میرا کام ہے اور یہ رولز میں نے نہیں بلکہ ضیاء اور جونیجو نے ہی بنائے تھے-

•۔ قومی اسمبلی میں پیر کے روز چوہدری شجاعت حسین کی طرف سے تحریک استحقاق پر زبردست ہنگامہ اور تلخ کلامی ہو گئی- ڈپٹی سپیکر بیگم اشرف عباسی نے سیدہ عابدہ حسین کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے سے روک دیا- جس پر وہ واک آؤٹ کر گئیں-

•۔ سندھ ہائی کورٹ نے آٹھویں ترمیم کے خلاف آئینی درخواستوں پر اپنا فیصلہ محفوظ کر لیا ہے-